وقت اور اس کے قدردان

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات

معزز علماء، محترم بزرگو اور عزیز نوجوان ساتھیو! اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ حضرات کی خدمت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے ایک نہایت ہی جامع ارشاد کی تلاوت کا شرف حاصل ہوا: آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے اس کا لایعنی اور بے فائدہ کاموں کا چھوڑ دینا ہے۔ (الترمذی)

ذخیرۂ احادیث میں اس ارشادِ نبوی کا بڑا اونچا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ارشادِ نبوی پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں، آمین۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ جن کا نامِ نامی سلیمان ابن اشعث السجستانی ہے، مشہور محدث گزرے ہیں، اور حدیث کی مشہورترین کتابوں میں اُن کی کتاب سنن ابوداؤد بھی شامل ہے۔ یہ بڑے جلیل القدر محدث ہیں، محدث موسیٰ ابن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش دنیا میں حدیث کی خدمت کے لئے، اور آخرت میں جنت میں داخلہ کے لئے ہوئی ہے۔ محدث محمد ابن اسحاق صاغانی اور محدث ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہما کے پاس جب امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی سنن پہنچی تو اسے دیکھ کر انہوں نے فرمایا: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے فن حدیث کو ایسا آسان کر دیا ہے جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔ سہل ابن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ، اکابر اولیاء میں سے گزرے ہیں، انہیں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بھی نصیب ہوئی ہے، ایک مرتبہ آپ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور فرمانے لگے: میں آپ کی خدمت میں ایک ضرورت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ارشاد فرمائیے، انہوں نے فرمایا: اگر آپ میری ضرورت کو پورا کرنے کا وعدہ فرمائیں، تب بتلاؤں، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر میرے بس میں ہوگا تو ضرور کروں گا، تو انہوں نے فرمایا:

آپ اپنی وہ مبارک زبان نکالئے جس سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان فرماتے ہیں تاکہ

میں اس کو چوموں! اس پر امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان نکالی اور انہوں نے بوسہ لیا۔ یہ ہے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کا مقام۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی پسندیدہ احادیث: انہوں نے حدیث نبوی کو محفوظ کرنے کے لئے محنت کی جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بارآور ہوئی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ لاکھ (۵۰۰۰۰۰) حدیثیں جمع کیں جن میں سے چار ہزار آٹھ سو (۴۸۰۰) کا انتخاب اپنی سنن کے لئے کیا، اور آگے فرماتے ہیں: انسان کو اس پورے ذخیرہ میں سے دین دار بننے کے لئے چار حدیثیں کافی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان چار حدیثوں پر عمل کرلے گا وہ دین دار ہو جائے گا۔ وہ چار حدیثیں یہ ہیں: (۱) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (۲) آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے اس کا چھوڑ دینا ہے بے فائدہ کاموں کو۔ (۳) آدمی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (۴) حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو ان چار حدیثوں میں پورے دین کا خلاصہ ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلی حدیث عبادت کی درستگی کے لئے کافی ہے، دوسری حدیث زندگی کی قیمتی ساعات کی حفاظت کے لئے بہت ہے، تیسری حدیث حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اور چوتھی حدیث مشتبہ امور سے بچ کر تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بنیاد ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حسن انتخاب: سراج الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب سے کون واقف نہیں؟ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے حماد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا: ''میں نے پانچ لاکھ احادیث کے ذخیرہ میں سے صرف پانچ حدیثوں کو منتخب کیا ہے، جو انسان کے لئے کافی ہیں۔'' چار تو وہی اوپر والی احادیث ہیں، اور پانچویں حدیث: سچا پکا مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ یہ حدیث بھی نہایت جامع اور مہتم بالشان ہے، عالم میں امن وسکون کی فضاء برقرار رکھنے کی ضمانت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب کو سامنے رکھ کر ہی اپنا انتخاب کیا ہے اس لئے کہ وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے ۵۲ سال بعد پیدا ہوئے، اور وہ امام صاحب کے فضل وکمال اور ان کے امام ہونے کے معترف تھے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائیں کہ وہ واقعی امام تھے۔ اس تمہید سے آپ حضرات کو مذکورہ احادیث کی اہمیت معلوم ہوگئی ہوگی، ابھی ابھی خطبہ میں جس حدیث کو پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، وہ انہی حدیثوں میں سے ایک ہے، اور آج اسی کو بنیاد بنا کر کچھ عرض کرنے کی کوشش کی جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ارشاد نبوی ہے: آدمی کے اسلام کی خوبیوں اور اچھائیوں میں سے اس کا لایعنی کو چھوڑ دینا ہے۔ یعنی ایک مسلمان کے اچھا مسلمان ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ لایعنی میں مبتلا نہیں ہوتا۔

لایعنی کسے کہتے ہیں: اب سوال یہ ہے کہ لایعنی کسے کہتے ہیں؟ لایعنی فضول اور لغو کام کو کہتے ہیں۔ اور فضول اور لغو ہر وہ کام ہے جس میں نہ دنیا کا فائدہ ہو، نہ آخرت کا۔ اب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے انتخابات وارشادات کا مطلب یہ ہوا کہ آدمی کے دیندار بننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ہر اس بات کو بولنے سے اور ہر اس کام کو کرنے سے رک جائے جس کا نہ دنیا میں کوئی نفع ہو، نہ آخرت میں۔ تو لایعنی ہر اس عمل کو کہتے ہیں جس کا نہ دنیا میں کوئی فائدہ اور نہ آخرت میں۔

لایعنی میں مشغولی۔ قیمتی لمحات کی بربادی: اب ظاہر ہے کہ جو شخص ایسے عمل میں مشغول ہوگا جس کا دنیا اور آخرت کسی میں فائدہ نہیں تو وہ اللہ کی دی ہوئی زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع کر رہا ہے۔ اور جو شخص اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع کر رہا ہو وہ کتنے خسارہ میں رہے گا۔ اس لئے کہ یہ ایسی دولت ہے جو ضائع ہونے کے بعد دوبارہ حاصل نہیں ہوسکتی۔

وقت کی قیمت دنیاداروں کی نظر میں: دیکھو میرے بھائیو! دنیا میں ہر شخص کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے، تاجر کا مقصد تجارت، حکمران کا مقصد حکومت، دنیادار کا مقصد دنیا۔ اور ایک مسلمان کا بحیثیت مسلمان ہونے کے زندگی کا نصب العین اور سب سے اہم مقصد آخرت ہے۔ اب آپ کسی بھی شخص کو دیکھ لیجئے، وہ اپنے متعین مقصد میں مشغولی کے وقت کسی اور کام کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتا جس سے اس کے مقصد میں خلل پیدا ہوسکتا ہو، وہ اپنے مقصد میں کامیابی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور ایک لمحہ کے لئے بھی وہ اپنے مقصد سے غافل نہیں رہتا، اور عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ ایک تاجر اپنی تجارت کے اوقات میں کسی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا پسند نہیں کرتا اس لئے کہ اسے اپنا نقصان نظر آتا ہے جسے وہ کسی بھی قیمت پر گوارہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ لوگ اپنے مقصد کی حد تک کتنے عقلمند اور ہوشیار نکلے کہ وہ اپنے مقاصد کو سامنے رکھ کر اپنے وقت کی قدر کرتے ہیں اور محنت میں صرف کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد میں ترقی کی معراج کو پہنچ گئے۔

مسلمانوں کا حال: اور اس کے برعکس مسلمانوں کا حال بہت ہی عجیب ہے، بحیثیت ایک مسلمان کے اس کی زندگی کا کیا مقصد ہے وہ بیچارہ اس سے بےخبر ہے، زندگی کے سینکڑوں قیمتی لمحات ضائع ہو رہے ہیں حالانکہ ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سیکنڈ اسے آخرت اور اس کے حساب کے قریب کرتا چلا جا رہا ہے مگر یہ غفلت کی نیند سو رہا ہے، لایعنی اور فضولیات میں اپنا وقت برباد کر رہا ہے، قرآن کی اس آیت کا مصداق بنا ہوا ہے: نزدیک آ گیا لوگوں کے لئے ان کے حساب کا وقت اور وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، اعراض کر رہے ہیں۔ میرے بھائیو! افسوس ہے کہ آج ہم اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قیمتی تعلیمات سے بہت دور ہو گئے، دین ہمارے نزدیک چند رسمی کاموں کا نام ہو کر رہ گیا ہے۔

رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی　　فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے نور　　جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

آج ہم تعلیماتِ نبوی سے بے خبر، اور اگر کسی کو کچھ واقفیت ہے تو عمل سے بیزار۔ اسی بے پرواہی کی وجہ سے ہم خسارہ میں ہیں اور ذلت کی زندگیاں گزار رہے ہیں، ہماری ترجیحات بدل گئیں، ہمیں لغویات میں مشغولی مرغوب ہے، جس کی وجہ سے ہمارے اوقات لہو اور فضول کاموں میں ضائع ہو رہے ہیں۔ آج مسلمان اپنی زندگی کے سینکڑوں قیمتی لمحات ایسے کاموں میں صرف کر رہا ہے جن میں نہ آخرت کا نفع ہے نہ دنیا کا۔ فضول قصے کہانیاں، سیاسی امور پر بحث، اخبار بینی، کسی کا بے فائدہ ذکر وغیرہ بے شمار کام ہیں جن میں اوقات برباد ہو رہے ہیں۔

فٹ بال اور کرکٹ: فٹ بال (Football) کرکٹ (Cricket) وغیرہ کھیل کود کا خوب رواج ہے، لوگوں کا جنون دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، ایک مسلمان اس قسم کے بے فائدہ کاموں کے پیچھے اپنے اوقات کو کیسے برباد کر سکتا ہے؟ میرے بھائیو! خون کے آنسو رونے کا مقام ہے کہ مسلمان جو پوری دنیا کو جینے کا سلیقہ سکھانے کے لئے آیا تھا وہ اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ فٹ بال کے پیچھے، کرکٹ کے پیچھے اور ہاکی (Hockey) کے پیچھے خرچ کر رہا ہے۔ زندگی کے سینکڑوں گھنٹے ٹی وی پر گزر رہے ہیں، ریڈیو (Radio) پر کمنٹری (Commentary) سننے میں صرف ہو رہے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ مشغلہ اللہ کی یاد سے غفلت میں ڈالنے والا نہیں ہے؟ کیا اس میں مشغولی کے وقت کسی لمحہ اللہ کی یاد بھی آتی ہے؟

افسوس صد افسوس! نماز کی جماعت، بلکہ نماز ہی چھوٹ جاتی ہے۔ اگر مسجد میں آ بھی گئے اور نماز پڑھ بھی لی، تو مسجد میں ہی بلکہ نماز کے دوران بھی اسی کا خیال۔ جمعہ کے وقت اگر کوئی میچ کھیلا جا رہا ہے تو نماز جمعہ میں شرکت ہمارے لئے بوجھ بن جاتی ہے، نہ خطبہ سننے کا اہتمام، نہ سنتوں کا اہتمام، اور یہی مصیبت کیا کم تھی کہ اس پر مزید کھیلنے والوں کی محبت سے دل سرشار۔ رفتار، گفتار اور لباس ہر چیز میں ان کی نقل اتاری جا رہی ہے، کیا کفار اور فساق وفجار کی اس درجہ محبت کی مسلمان کے لئے گنجائش ہو سکتی ہے؟ کیا ہمارا مذہب نماز، اللہ کی یاد، اور حقوق کی ادائیگی سے غافل کرنے والی مشغولی کی اجازت دیتا ہے؟ میرے بھائیو! زندگی کی وہ گھڑیاں کس کام کی جو دنیا اور آخرت میں نفع نہ لا سکے۔ یاد رکھو! وقت کو ضائع کرنا زندگی کو ضائع کرنا ہے، اور وقت کو کارآمد بنانا زندگی کو کارآمد بنانا ہے۔

مفید کام میں وقت کا خرچ: جو شخص اپنے وقت کی قدر کرتا ہے، اور اس کو کسی مفید کام میں خرچ کرتا ہے تو دنیا اور آخرت کے عظیم منافع حاصل کر لیتا ہے، کچھ لمحات اگر تلاوت کلام پاک میں گزار لے تو نیکیوں کا انبار لگ جائے، چند گھڑیاں اللہ کی یاد میں گزر جائیں تو بے حساب ثواب حاصل ہو جائے۔ ایک مرتبہ الحمد للہ کہنے پر اتنا اجر ملتا ہے کہ

میزان بھر جاتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ثواب آسمان اور زمین کی خالی جگہ کو بھر دیتا ہے۔ جو شخص بھی وقت کی قدر دانی کرتا ہے وہ ترقی کی منزلیں طے کرتا چلا جاتا ہے۔

ہمارے اسلاف اور وقت: ہمارے اسلاف کے یہاں وقت کی کتنی قدر تھی، اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ جو ایک زبردست ولی ہیں، ان کی عادت یہ تھی کہ جب بھی کھانے کے لئے بیٹھتے تو جلدی جلدی روٹی کے ٹکڑے کر کے پانی میں بھگو دیتے اور اپنے کام میں لگ جاتے، پھر جب وہ بھیگ جاتے تو تناول فرما لیتے، کسی نے پوچھا کہ آپ روٹی دوسروں کی طرح سالن کے ساتھ نہیں کھاتے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے سالن کے ساتھ روٹی کھانے کا اور پانی میں ٹکڑے کر کے بھگو کر یونہی تناول کرنے کا حساب لگایا تو مجھے پچاس آیتوں کی تلاوت کا نفع معلوم ہوا، اس وقت سے میں نے یہ معمول بنالیا تاکہ پچاس آیتوں کی تلاوت کرنے کا نفع اور فائدہ حاصل کرسکوں۔ حضرت سری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جرجانی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ستو پھانک رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ خشک ہی پھانک رہے ہو؟ کہنے لگے کہ میں نے روٹی چبانے اور ستو پھانکنے کا حساب لگایا تو چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ اس میں آدمی ۷۰ مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے، اس لئے میں نے ۴۰ برس سے روٹی کھانا چھوڑ دی، ستو ہی پھانک لیتا ہوں۔ پانچویں صدی کے ایک بزرگ عالم شیخ سلیم رازی رحمتہ اللہ علیہ اور اسی طرح شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ کا قلم جب لکھتے لکھتے گھس جاتا اور قلم کو درست کرنے کی ضرورت پیش آتی تو وہ درست کرتے کرتے ذکر میں مشغول ہو جاتے تاکہ یہ وقت صرف ایک ہی کام میں نہ گزر جائے۔ ظاہر ہے کہ قلم درست کرنا بھی عبادت ہی ہے، اس لئے کہ وہ علم ہی کے لئے تھا، مگر وقت کی قدر و قیمت کا انہیں اتنا احساس تھا!

دوسرے کاموں کی کب فرصت: اور یہ احساس بھی اللہ کا ایک انعام ہے جو ہر کسی کو نہیں ملتا۔ یہ اسے ملتا ہے جسے آخرت کی فکر اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی مٹھاس حاصل ہو جاتی ہے اور پھر اس کے پاس دوسرے کاموں کے لئے فرصت نہیں رہتی۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے مشہور بزرگ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ کا عجیب واقعہ بیان فرمایا ہے، حضرت خضرؑ، حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے آئے، سلام و مصافحہ کے بعد حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ پھر ذکر اللہ میں مشغول ہو گئے، حضرت خضرؑ نے بڑا تعجب کیا کہ یہ تو بڑے بے فکر ہیں، فرمایا کہ بھائی تم تو بڑے بے فکر ہو، لوگ تو برسوں میرے ملنے کی تمنا میں رہتے ہیں لیکن ملنا نصیب نہیں ہوتا، تم سے میں خود ملنے آیا، لیکن تم نے میری طرف توجہ بھی نہیں کی، حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ سے ملنے کی تمنا وہ کرے جسے خدا سے ملنے سے فرصت ہو۔ ہم لوگ فرصت ہی فرصت میں ہیں اس لئے کہ وقت کی قدر نہیں، کاش کے ہمیں وقت کی قیمت معلوم ہو جاتی!

زندگی نہیں تو کچھ نہیں: میرے بھائیو! یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اللہ کی دی ہوئی تمام نعمتوں میں سب سے قیمتی نعمت ایمان ہے۔ مگر ایک حیثیت سے وقت ایمان سے بھی زیادہ اہم ہے، اس لئے کہ وقت نہ ہوتا تو زندگی نہ ہوتی، اور زندگی نہ ہوتی تو ہمارا وجود نہ ہوتا، اور بغیر وجود کے ہم ایمان کی سعادت سے سرفراز نہ ہوسکتے۔ میرے عزیزو! زندگی کی نعمت کے بغیر نہ ہم ایمان کی دولت حاصل کرسکتے، نہ نماز پڑھ سکتے، نہ روزہ رکھ سکتے، نہ اللہ سے مناجات کرسکتے، نہ مقام ولایت حاصل کرسکتے، نہ جنت میں جاسکتے، نہ اللہ کا دیدار کرسکتے۔ یہ وقت کا کرشمہ ہے کہ ہمیں دنیا اور آخرت کی بے شمار نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا ہے۔ اگر وقت کے وہ لمحات نہ ہوتے جن سے زندگی بنتی ہے تو ہم ان تمام نعمتوں سے کیسے فائدہ اٹھاتے؟ پتہ چلا کہ وقت بہت ہی قیمتی سرمایہ ہے۔ اور جو شخص لایعنی میں مشغول ہوکر اس سرمایہ کو برباد کرتا ہے وہ اپنے عمل سے یہ اعلان کررہا ہے کہ میری نظر میں سب سے زیادہ بے قیمت چیز وقت ہے۔

وقت کی قدر احادیث کی روشنی میں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے سینکڑوں ارشادات ملتے ہیں جو زندگی کے لمحات کو ضائع کرنے کے بجائے قیمتی بنانے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تم میں سے بہترین لوگ لمبی لمبی عمر والے اور اچھے اچھے اعمال والے ہیں۔ بہترین شخص وہ ہے جس کی عمر طویل ہو اور اعمال اچھے ہوں۔ یعنی عمر طویل پائے اور اپنی عمر کے لمحہ لمحہ کو اچھے عمل میں صرف کرے۔ پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو: بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، فقر سے پہلے خوشحالی کو، مشاغل سے پہلے فارغ وقت کو اور موت سے پہلے زندگی کو۔ ارشاد فرماتے ہیں: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ خسارے میں رہتے ہیں، وہ ہیں صحت اور فراغت۔ ان تمام ارشادات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وقت کی قدر کرنے کی کتنی تاکید فرمارہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء مبارک یہ ہے کہ ہم اپنی عمر عزیز کے ایک لمحہ کو بھی بے فائدہ کاموں میں خرچ نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر ماں سے زیادہ مہربان اور باپ سے زیادہ شفیق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وہ ساری باتیں بتلادیں جو ہمیں جنت کے قریب کرنے والی ہیں تاکہ ہم انہیں اختیار کریں، اور وہ تمام باتیں بھی بتلادیں جو جہنم میں لے جانے والی ہیں تاکہ ہم ان سے دور رہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں: اے لوگوں میں نے تمہیں ہر اس چیز کا حکم کیا ہے جو تمہیں جنت کے قریب اور جہنم سے دور کرے اور ہر اس چیز سے روکا ہے جو تمہیں جہنم کے قریب اور جنت سے دور کرے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا احسان ہے کہ دوزخ کے عذاب سے حفاظت اور جنت کی ابدی سعادت کے حصول کا صاف شفاف راستہ اپنی تعلیمات کے ذریعے متعین کردیا، اب ہم میں سے ہر شخص کو ہر کام سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ میرا یہ کام میرے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو یہ لایعنی ہے، لغو ہے اور فضول ہے اور بحیثیت مسلمان میرے لئے اس میں مشغول ہونا کسی طرح مناسب نہیں، اس لئے کہ زندگی کے قیمتی لمحات کو ایسے کام میں ضائع کرنا جو بے فائدہ ہو، نقصان عظیم ہے۔ ایک شخص ایک لاکھ پاؤنڈ خرچ کرکے بے قیمت پتھر خریدتا ہے جس کا نقصان کوئی نہیں مگر ہر عقلمند انسان اسے عظیم نقصان قرار دے گا اس لئے کہ پیسے ایسی چیز پر خرچ کئے جو بے قیمت تھی۔ اسی طرح اگر کوئی زندگی کے قیمتی لمحات کسی ایسے مباح لایعنی کام میں خرچ کرتا ہے جو نقصان دہ نہیں مگر تب بھی ہر عقلمند اسے نقصان عظیم کہے گا اس لئے کہ متاع وقت ایسے کام میں خرچ ہوا جو نہ دنیا میں نفع لاسکا نہ آخرت میں۔

غیر مسلموں کی نظر میں وقت کی قیمت: دوسری قوموں کو دیکھئے کہ وہ اپنے وقت کی کتنی قدر کرتی ہیں اور وقت کی قدر کرکے انہوں نے کتنی ترقی کی۔ ان کے یہاں بڑے بڑے ماہرین Time management courses تیار کرتے ہیں، ان کورسز (Courses) میں بڑے بڑے گریجویٹ (Graduate) اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے ٹیچرز، اور لیکچرار، بڑی بڑی کمپنی کے ڈائریکٹرز پیسے دے کر داخلہ لیتے ہیں اور وقت کے بہترین استعمال کے طریقے سیکھتے ہیں۔ ہمارے اکابر چونکہ اپنے مشائخ کی صحبت کی برکت سے وقت کی قدر جانتے تھے اس لئے انہوں نے بغیر کسی کورس میں داخلہ لئے وقت کی ایسی قدر کی کہ دنیا میں اس کی مثال ملنی مشکل۔ صوفیائے کرام کے یہاں ایک اصطلاح ہے، نظام الاوقات۔ اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ زندگی کے کسی لمحہ کو ضائع نہ کیا جائے، اور ہر لمحہ کو بہتر سے بہتر کام میں خرچ کیا جائے، مشائخ کی خدمت میں رہ کر، تربیت پاکر ان اکابر نے اتنا کام کیا کہ بعد میں آنے والے حیران ہیں۔

اکابر اور وقت کی حفاظت کا اہتمام: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت کی نظر میں وقت کی بڑی قدر تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے وقت کی اہمیت کو آپ کی فطرت میں پیوست کر دیا تھا، ایک ایک لمحہ کو صحیح جگہ پر خرچ کرنے کا اہتمام فرماتے تھے، ہر وقت نظر گھڑی پر رہتی تھی، اور ہر کام نظام الاوقات کے تحت کرتے تھے، اسی اہتمام کی برکت سے دین کی اشاعت کا اور رشد وہدایت کا ایک بہت بڑا اور قیمتی ذخیرہ امت کے لئے تیار کر کے چھوڑا۔ یہ اس شخص کی شہادت ہے جس نے اپنی آنکھوں سے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کا مشاہدہ کیا ہے۔ آپ کا یہ واقعہ بھی بہت مشہور ہے اور اس سے نظام الاوقات کا کس قدر اہتمام تھا اس کا پتہ چلتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے استاذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمتہ اللہ علیہ (جنہیں آپ انتہائی عقیدت سے شیخ العالم فرمایا کرتے تھے) آپ کے یہاں مہمان ہوئے، آپ حضرت کی خدمت میں تھے کہ تصنیف کا وقت آگیا، استاذِ مکرم کی خدمت میں باادب عرض کیا، حضرت میرا اس وقت کچھ لکھنے کا معمول ہے، اگر اجازت ہو تو اپنا معمول پورا کرلوں؟ حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ نے آپ

کو اجازت مرحمت فرمادی، استاذ مکرم کی تشریف آوری کی وجہ سے گو اس روز آپ کا دل لکھنے میں نہ لگا لیکن پھر بھی ناغہ نہ ہونے دیا، تھوڑا سا لکھ کر حاضر خدمت ہوگئے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حالات جو کچھ بھی ہوں۔ حضرت کے نظام۔ الاوقات اور معمولات کی پابندی میں کوئی تغیر نہیں دیکھا۔

ہمارے قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وقت کی قدر کتنی تھی اور اپنے کام میں کتنے انہماک کے ساتھ مشغول رہتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت کو بسا اوقات کھانا کھانا بھی یاد نہیں رہتا تھا، عصر کے وقت جب تقریباً ۳۰ رگھنٹے کھانے کے بغیر گزر جاتے تھے اور کمزوری محسوس ہوتی تھی اس وقت احساس ہوتا تھا کہ دوپہر کا کھانا باقی ہے۔ اسی انہماک کی وجہ سے آپ پر بزرگوں کی خاص توجہ رہی، آپ اپنی ''آپ بیتی'' میں تھانہ بھون کا ایک قصہ بیان فرماتے ہیں کہ بذل المجہود کی طباعت کے سلسلہ میں آپ کا تھانہ بھون جانے کا سلسلہ رہا۔ ظہر کے وقت آپ کو Proof (مسودات) مل جاتے تھے، جنہیں شام تک واپس کرنا ہوتا تھا، اس لئے آپ مسجد کے ایک حصہ میں بیٹھ کر عصر تک ان مسودات کو بڑی توجہ سے دیکھتے رہتے تھے، لیکن چونکہ یہی وقت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی عمومی مجلس کا تھا، اس لئے آپ کو مجلس میں شریک نہ ہونے کا قلق بھی بہت زیادہ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے اس قلق کو ظاہر فرماتے ہوئے عرض کیا: حضرت، لوگ دور دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور یہ ناکارہ یہاں رہ کر بھی حاضری سے محروم ہے۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: آپ فکر نہ کیجئے، آپ اگرچہ میری مجلس میں نہیں ہوتے مگر میں آپ ہی کی مجلس میں رہتا ہوں، اور بار بار آپ کو دیکھتا ہوں، اور رشک کرتا ہوں کہ کام تو یوں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائیں۔

لغویات کا روحانی نقصان: وقت بڑی قدر کی چیز ہے، دین دنیا کی دولت یہی ہے، جو اس سے فائدہ اٹھائے گا وہ دنیا و آخرت دونوں کا فائدہ اٹھائے گا، اور جو اسے برباد کرے گا وہ دین و دنیا دونوں کا نقصان کرے گا۔ ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لغویات سے عبادت کا نور جاتا رہتا ہے۔ امام ابوثور رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے اور صحبت یافتہ مرید شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی بندہ لایعنی میں مشغول ہوتا ہے یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرما رہے ہیں۔ کتنی خطرناک بات ہے! اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنے فضول کاموں میں غور کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ لغو اور فضول کاموں کی وجہ سے ضرور گناہ تک پہنچے گا۔ مثلاً مجھے یہ واقعہ پیش آتا ہے کہ بعض دفعہ کوئی شخص اگر بلاضرورت پوچھتا ہے کہ آپ فلاں جگہ کب جائیں گے؟

اس سوال سے مجھ پر گرانی ہوتی ہے، اور مسلمان کے قلب پر گرانی ڈالنا خود معصیت ہے، آگے فرماتے ہیں کہ کوئی لغو اور فضول کام ایسا نہیں جس کی سرحد معصیت سے نہ ملی ہو۔ پس لغو اور فضول ابتداء تو مباح ہے مگر انتہاء معصیت ہے۔

وقت کی قدر کرنے والے: میرے بھائیو! جن حضرات نے وقت کی قدر کی اور اپنے آپ کو لغویات سے بچایا، انہوں نے اپنی آخرت کے لئے بھی بہت کچھ کیا اور پیچھے امت کے لئے بھی بہت کچھ چھوڑا، ان کے زندہ و جاوید کارناموں کو دیکھ کر اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ انہوں نے کس کمال احتیاط کے ساتھ وقت کا استعمال کیا ہوگا۔ یحیٰ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ بڑے محدث گزرے ہیں، انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے ہاتھوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دس لاکھ حدیثیں لکھیں۔ علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے دینی علوم کے تین لاکھ اٹھاون ہزار (۳۵۸۰۰۰) صفحات تحریر میں آئے۔ مسلم شریف کے شارح اور ریاض الصالحین کے مؤلف علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ۴۵ سال کی عمر پائی، لیکن ان کی تصنیفات کا جب حساب لگایا گیا تو روزانہ چار کاپیاں لکھنے کا حساب نکلا۔ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر روح المعانی کے مصنف پورے دن میں چوبیس اسباق پڑھاتے تھے اور تفسیر و افتاء میں مشغولیت کے زمانے میں تیرہ اسباق پڑھاتے اور رات کو جب فراغت ہوتی تو تفسیر لکھتے ہیں، اور دوسرے دن لکھنے کے لئے کاتبوں کے حوالے کرتے۔ ان کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ رات کو اتنا لکھ لیتے کہ کئی کاتب مل کر دس گھنٹے میں اسے پورا کر پاتے۔ علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کے غسل کے لئے پانی گرم کرنے کے لئے صرف وہ برادہ اور چورا استعمال کیا گیا جو احادیث لکھنے کے لئے قلم تراشنے میں جمع ہوا تھا۔ پانی گرم ہونے کے بعد اس میں بچ بھی گیا تھا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صرف اور صرف احادیث کے لکھنے میں اتنا برادہ جمع ہوا تو باقی علوم کے ساتھ کتنا ہوا ہوگا! مشہور محدث ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے 'تاریخ دمشق' لکھی جو ۸۰ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان کی علمی مصروفیت کے باوجود عبادت کا بھی پورا پورا اہتمام تھا۔ غیر رمضان میں ہر ہفتہ ایک قرآن مجید ختم فرماتے تھے اور رمضان میں یومیہ ایک قرآن۔ یہ ہمارے اسلاف کی زندگیوں کے کارنامے ہیں، انہوں نے زندگی کے قیمتی لحات کی قدر کی جس کی برکت سے انہوں نے امت کے لئے وہ ذخیرہ چھوڑا جس سے امت قیامت تک فائدہ اٹھاتی رہے گی اور ان کے میزانِ عمل میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا ان شاء اللہ۔

میرے بھائیو! تاریخ کا مطالعہ کیجئے! آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں جتنے کامیاب لوگ گزرے ہیں ان کی ترقیوں کا اہم راز وقت کی قدر اور اس کا صحیح استعمال ہے۔ ان حضرات کی نظر میں وقت کتنا قیمتی تھا، اس کا اندازہ نحو و عروض کے امام، خلیل ابن احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے لگایا جا سکتا ہے۔ فرماتے تھے: مجھ پر وہ گھڑیاں سب سے زیادہ بوجھل ہوتی ہیں جن میں، میں کھانا کھاتا ہوں اور مفسر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ امت کو دو سو کتابوں کا

ذخیرہ دینے کے باوجود فرماتے تھے: خدا کی قسم، کھانا کھاتے وقت علم میں اشتغال کی محرومی سے مجھے بہت افسوس ہوتا ہے، اس لئے کہ وقت اور زمانہ بڑا اعزیز سرمایہ ہے۔ میرے بھائیو! ایک جماعت ان حضرات اسلاف کی ہے جنہیں ایک ایک لمحہ کی قدر کرنے کے باوجود بھی افسوس دامن گیر رہتا تھا، اور ایک گروہ ہمارا ہے کہ وقت کو ضائع کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، اور زندگی کو فضول کاموں میں برباد کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے، اس کے باوجود افسوس تو کیا ہوتا، ہمیں احساس تک نہیں۔

جنتی کو وقت کی ناقدری کا افسوس: یادرکھو، جب جنتی جنت میں داخل ہو کر تمام نعمتیں حاصل کرلے گا اس کے بعد بھی اسے ضائع کئے ہوئے وقت پر حسرت رہے گی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق اور افسوس نہیں ہوگا، بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگوں کی صحبت سے مفید باتیں حاصل کیں، ان میں سے ایک بات یہ تھی: وقت ایک تلوار ہے، آپ اس کو کسی نیک کام میں کاٹئے ورنہ وہ تو آپ کو کاٹ ہی ڈالے گا۔ یعنی لغویات میں مشغول کر کے آپ کو کاٹ ڈالے گا۔ مشہور تابعی عامر بن عبدالقیس رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے بات کرنا چاہا تو انہوں نے فرمایا: سورج کی گردش تھوڑی دیر کے لئے روک دو تو میں تم سے بات کروں۔

سیال سرمایہ: میرے عزیز! وقت گزر رہا ہے، یہ سیال سرمایہ ہے، اسے روک کر رکھنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم   چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم

گزرنے والا ایک ایک لمحہ ہماری زندگی کو گھٹا رہا ہے۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی   گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے انسان، تو ایام ہی تو ہے، جب ایک دن ختم ہو جائے تو تیرا ایک حصہ ختم ہو جاتا ہے۔ جو دن گزر گیا وہ واپس نہیں آتا، ہر روز طلوع آفتاب کے وقت دن یہ اعلان کرتا ہے: جو شخص بھلائی کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو کرلے اس لئے کہ میں کبھی بھی دوبارہ لوٹ کر آنے والا نہیں ہوں۔ میرے بھائیو! ذرا سوچو تو سہی، ہماری زندگی کا بچپن گزر گیا ہے، بہت سوں کی تو جوانی بھی گزر گئی اور کئی ایک بڑھاپے کی منزل کو پہنچ چکے ہیں، اب موت ہی کا انتظار ہے۔ اللہ پاک سے مقرر کیا ہوا وقت جب آپہنچے گا تو ٹلے گا نہیں۔

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن   دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا   جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا

بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا   اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے   یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

میرے بھائیو! میرے عزیزو! اس مرحلۂ موت سے پہلے زندگی کی قدر کر لینی چاہئے، آؤ، ہم سب مل کر یہ تہیہ کریں کہ آج کے بعد ہم اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کریں گے اور ہر لمحہ کو مفید کاموں ہی میں خرچ کرنے کا اہتمام کریں گے ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ارادوں کو قبول فرمائیں، اور خوب برکت نصیب فرمائیں، آمین۔

وقت کی حفاظت کی تدابیر: اب اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بزرگوں کی تعلیمات کی روشنی میں چند مجرب اور مفید ہدایات بیان کی جارہی ہے، توجہ اور دھیان سے سن کر اپنے ذہن میں محفوظ کر لیجئے اور ان پر عمل کیجئے۔

نظام الاوقات: پہلی بات نظام الاوقات ہے۔ ہمارے اکابر نے نظام الاوقات کا بہت اہتمام فرمایا ہے۔ اس سے وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے، اس لئے رات دن کا ایک پروگرام، ٹائم ٹیبل کی شکل میں بناؤ، اور اس پر سختی سے عمل کرو۔ جس کام کے لئے جو وقت متعین کر دیا اس وقت میں اسی کام کو کرو، اور کسی بھی کام کو اپنے مقررہ وقت سے مؤخر ہرگز نہ کرو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ایاک والتسویف یعنی امروز و فردا سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ کسی بھی کام کو آئندہ پر، کل پر مت ٹالو اس لئے کہ 'کل' یہ محض ایک دھوکہ اور بہلاوا ہے، یہ انسان کی بے پروائیوں اور ناکامیوں کا سب سے بڑا ذمہ دار ہے، اس لئے ہر کام کو اس کے مقررہ وقت پر پورا کرنے کا اہتمام کرو۔ بلکہ جذبہ یہ رکھو کہ کل کا کام آج اور آج کا کام اب اسی وقت ہو جائے۔ نظام الاوقات کے ضمن میں یہ بات بھی عرض کر دوں کہ جب بھی دو کام یا کئی کام سامنے آجائیں تو ان میں سے جو سب سے زیادہ ضروری اور انجام کے اعتبار سے سب سے زیادہ مفید ہو اس کو ترجیح دو! **فضول باتوں سے بچنا:** دوسری بات لایعنی اور فضول باتوں سے بچنا۔ ہم لوگ اپنے وقت کو کسی مباح غیر مفید کام میں خرچ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کام مباح ہے لہٰذا کوئی نقصان کی بات نہیں، یہ سوچ بہت غلط ہے۔ یہ بھی بہت بڑا نقصان ہوا کیونکہ ایک بہت ہی قیمتی سرمایہ ایسے کام میں ضائع ہوا جس کا کوئی نفع نہیں۔ ہماری عادت یہ ہے کہ کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے سوچتے ہیں: یہ کام دنیا میں یا آخرت میں نقصان دہ تو نہیں ہے؟ اگر نہیں تو کرنے میں کوئی حرج نہیں، چاہے وہ بھی مفید نہ ہو۔ سوچنے کا یہ طریقہ غلط ہے۔ کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ جو کام میں کرنے جارہا ہوں یہ دنیا اور آخرت میں نفع بخش ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مجھے اس کام سے دور رہنا چاہئے، اس لئے کہ اگرچہ یہ فی نفسہ مضر نہیں لیکن زندگی کے اتنے حصے کو ایسے کام میں صرف کرنا جو دنیا یا آخرت میں نفع بخش نہیں، یہ بھی ایک نقصان ہی ہے۔ ایک شخص اپنا روپیہ ایسے کام میں کبھی خرچ نہیں کرے گا جس کا نفع نہ ہو، روپیہ خرچ کرتے وقت وہ یہ نہیں سوچتا کہ اس میں کوئی نقصان ہے یا نہیں؟ بلکہ ہمیشہ یہ سوچتا ہے کہ اس کا کوئی نفع ہے یا نہیں؟ اگر نفع نہیں تو کبھی خرچ نہیں کرے گا۔ اس سے ایک اور بات بھی سمجھ میں آگئی ہے کہ جب ایسے کام میں جو مفید نہ ہو اپنے وقت کو خرچ کرنے سے بچنے کا اہتمام کرنا ہے، تو اپنے کام میں اپنے وقت کو خرچ کرنے کی کیسے گنجائش ہوگی جو دنیا میں یا آخرت میں نقصان دہ ہے۔ آج ٹی وی، سنیما اور فحش لٹریچر

کے ذریعے ہمارے نوجوانوں کی آخرت بھی برباد ہورہی ہے اور دنیوی زندگی بھی تباہ ہورہی ہے۔

میرے بھائیو! اللہ کی نافرمانی اور گناہ کے کام یہ دونوں جہان میں نقصان پہنچانے والے ہیں، اپنے آپ کو اللہ کی نافرمانی سے بچاؤ! وقت کو برباد کرنے کے لئے اللہ کی نافرمانی سے بدتر کوئی کام نہیں ہے، گناہ وقت کا بدترین مصرف ہے، اس سے دونوں جہان میں تباہی ہی تباہی ہے، اللہ ہماری حفاظت فرمائیں، آمین۔

غیرضروری مجلسیں: ایسی مجلسوں سے اپنے آپ کو خوب بچانا چاہئے جو غیرضروری ہیں، لوگوں سے جتنا اختلاط بڑھے گا اتنا ہی وقت فضول باتوں میں خرچ ہوگا۔ آج کل ہم محفلوں میں صرف فضول اور لایعنی میں مبتلا نہیں رہتے بلکہ غیبت، بہتان جیسے بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ شادی بیاہ، تعزیت اور عیادت کے موقع پر دیر تک مجلسیں جمتی ہیں اور غیر مفید بحثوں میں وقت صرف کیا جاتا ہے، اس لئے مجلسوں سے اور اختلاط سے خوب پرہیز کرو، اور زبان کی حفاظت کرو۔

زبان کی حفاظت: اور اگر بولنے کی نوبت آہی جائے اور اس سے کلی اجتناب ممکن نہ ہو تو اپنی زبان پر قابو رکھو۔ گفتگو میں اختصار سے کام لو، بغیر ضرورت کے مت بولو۔ اس اصول کو مضبوطی سے پکڑے رکھو: تول بھر بول! سب سے زیادہ لایعنی میں مبتلا ہونے والی چیز زبان ہے۔ اختلاط سے پرہیز اور ذکر میں مشغول رہنے سے اس کی خوب حفاظت رہتی ہے۔

محاسبہ: روزانہ ایک وقت مقرر کر کے چوبیس گھنٹوں کا محاسبہ کرلیا کرو تاکہ معلوم ہوتا رہے کہ وقت کہاں گزر رہا ہے۔ کیا کھویا جارہا ہے اور کیا پایا جارہا ہے۔ اگر اچھے کاموں میں گزرا ہے تو اللہ کا شکر ادا کرو اور مزید توفیق کا سوال کرو، اور اگر غلط جگہ پر خرچ ہوا ہے تو توبہ کرو اور آئندہ اس سے بچنے کا پورا عزم کرو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان تدابیر کو اختیار کرنے سے وقت ضائع ہونے سے بچے گا۔

آخر گزارش: اخیر میں پھر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وقت کو ضائع مت کرو! گپ شپ والی مجلسوں سے پرہیز کرو! زندگی کے لمحات کو اللہ کی اطاعت میں، اس کی رضاء میں، جنت کے حصول میں، اعلاءِ کلمۃ اللہ میں، ذکر میں، تلاوت میں، سیرت اور دینی کتب کے مطالعہ میں، اور خدمتِ خلق میں خرچ کرو! کسی بھی لمحہ کو گناہ میں، فضول گوئی میں، لغو کام میں ضائع مت کرو!

ہر دم اللہ اللہ کر نور سے اپنا سینہ بھر
جیے تو اس کا ہوکر جی مرے تو اس کا ہوکر مر

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں اور وقت کی قدر کرنے والا بنائیں۔

☆☆☆